www.emarsiya.com

سفرِ منبر

قسیم ابنِ نسیم امروہوی

منبر مجھے بساطِ سلیماںؑ سے کم نہیں　　ہر زینہ اس کا منزلِ عرفاں سے کم نہیں
مسجدیں ہو تو مکتبِ ایماں سے کم نہیں　　مجلس میں ہو تو غم کے دبستاں سے کم نہیں
فرشِ عزا پہ ہو تو عجب زیب و زین ہے
یہ مرکزِ اشاعتِ ذکرِ حسینؑ ہے

(۲)

منبر سے ہٹ کے ذکر کی معراج ہی نہیں　　قائم ہے یہ ازل سے فقط آج ہی نہیں
جُز اہلبیتؑ اور کا محتاج ہی نہیں　　کرسی نبیؐ کی ہے تو یہ تاراج ہی نہیں
تقدیرِ ذاکری ہے تو ذاکر کا تخت ہے
ٹھوکر میں تخت و تاج ہیں جسکی وہ تخت ہے

(۳)

منبر ہے تختِ ذکرِ ثنائے شہِ اُمَم　　اِس تخت کا ہے تاج علم حاملِ حَشم
فرما گئے انیسؔ رباعی میں یہ بَہم　　ہیں تخت و تاج اپنے لئے منبر و علم
دینِ نصیرؔ کی نہیں، دینِ فن کی ہے
میری زباں پہ بات خدائے سخن کی ہے

(۴)

منبر کا اَوج صاحبِ منبر کا اوج ہے　　منزل ہے معرفت کی سخنور کا اوج ہے
کیا بحث یہ کہ کس کے برابر کا اوج ہے　　یہ فرش پر ہے عرش مقدّر کا اوج ہے
یہ دعوتِ عبادتِ حق کا مقام ہے
گلدستۂ اذانِ ولا اس کا نام ہے

(۵)

گلدستۂ وِلا بھی ہے، اُلفت بدوش بھی　　ذاکر رفیع ہو تو ہے، رفعت بدوش بھی
قربا کا ہو بیاں تو مودّت بدوش بھی　　ہے عبدیت نشاں بھی عبادت بدوش بھی
اس رحلِ بندگی پہ عبادت کو ناز ہے
گویا یہ ذاکری کے لئے جانماز ہے

(۶)

وہ جانماز نام بھی جس کا بلندیاں　　وہ شمس وہ قمر وہ ستارے وہ کہکشاں
وہ لوح وہ قلم وہ تجلّی وہ آسماں　　وہ پُل صراط و کرسی و طوبیٰ سرِ جناں
منبر جو اک نشستِ نبی دا امام ہے
کس کو خبر کہاں پہ حدِ اختتام ہے

(۷)

منبر ملا کہ مسندِ اعزاز مل گئی　　ذاکر کو کرسئ شرف و ناز مل گئی
جبریلِ ذکر و فکر کو پرواز مل گئی　　ٹوٹا سکوت، علم کو آواز مل گئی
اس سے زیادہ بھی کوئی حُسنِ صفات ہے
منبر سے کب چھپی ہے جو پردے کی بات ہے

www.emarsiya.com

(۸)

قدسی نہ جس کو دیکھ سکے وہ بھی دیکھ لے — جبریل جس جگہ سے چلے وہ بھی دیکھ لے
رف رف کے پر جہاں پہ رکے وہ بھی دیکھ لے — جس سمت کو رسولؐ بڑھے وہ بھی دیکھ لے
منبر نے فاصلوں کی یہ دیوار ڈھائی ہے
ذاکر نے اوج، ذکر نے معراج پائی ہے

(۹)

معراجِ ذکر کا جو یہ بیڑا اٹھا لیا — فکرِ رسا نے راہ کو آساں بنا لیا
ذاکر نے یوں خطاب کے قد کو بڑھا لیا — منبر سے بیٹھے بیٹھے بلندی کو پا لیا
کاٹیں خلائیں۔ آسماں لَو کاٹ کر گیا
انگلی سے جیسے شمع کی لَو کاٹ کر گیا

(۱۰)

ذاکر وہ تھے جو رنگ جماتے چلے گئے — غنچے خطابتوں کے کھلاتے چلے گئے
پردے سماعتوں کے اُٹھاتے چلے گئے — منبر کی شان اور بڑھاتے چلے گئے
گوشِ ولا کی کم تھی توانائی بڑھ گئی
منبر کی آن بان نگاہوں پہ چڑھ گئی

(۱۱)

منبر پہ آئے ذکر کی زلفیں سنوار کے — منبر سے اُترے حُسنِ سماعت نکھار کے
منبر پہ جب بھی آئے فضا کو اُبھار کے — منبر سے اُترے حق کو دلوں میں اُتار کے
سُننے سنانے میں جو یہ ربطِ دوام ہے
منبر سماعتوں کی ضرورت کا نام ہے

(۱۲)

ایسے بھی تھے خطیب جو ذہنوں پہ چھا گئے — ہم ورثہ دارِ ذکر ہیں سب کو جتا گئے
حدیں سفر میں منزلِ مقصد دکھا گئے — اپنی نشستِ ناقہ کو منبر بنا گئے
وہ راہیں نیشاپور کی پھر یاد آئی ہیں
اک وقت میں ہزاروں حدیثیں سنائی ہیں

(۱۳)

پیر و جوان کا ہو وہ رُخِ جہل موڑ دے — ضربِ سخن سے کاسۂ ظلمت کو پھوڑ دے
تصویرِ بےخودی کا ہر آئینہ توڑ دے — اور "قربۃً" کے ساتھ "اِلا اللہ" جوڑ دے
اوجِ بیاں بلندیٔ منبر کا قرض ہے
نیّتِ نمازِ ذکر کی ذاکر پہ فرض ہے

(۱۴)

یہ نیّتِ خطیب کا اک ترجمان ہے — ماحول اس کا محورِ دربیان ہے
گر ذکر ہو جوان تو ذاکر جوان ہے — سامانِ آگہی کی یہ گویا دکان ہے
منبر کا فیض عام ہر عقلِ سلیم ہے
تقسیم کر رہا ہے سماعت قسیم ہے

(۱۵)

ہے چوتھے آسمان سے منبر کی ابتدا — آدمؑ نے پنجتن کا وظیفہ وہاں پڑھا
مہکی ولا سے خانۂ معمور کی فضا — کتنا عظیم۔ ذکر سے ہے پہلا رابطہ
آغاز پنجتن سے ہے اچھا شگوں ہے یہ
جب تو شرف میں آج تلک جُوں کا توں ہے یہ

www.emarsiya.com

(۱۶)

آدم ہیں محوِ ذکر خطابت ہے اوج پر　　سامع ملائکہ ہیں سماعت ہے اوج پر
ہے مدحِ پنجتن کی بلاغت ہے اوج پر　　منبر کی ابتدا بھی نہایت ہے اوج پر
قرآں والوں کی یہ فضیلت ہے دیکھئے
اوّل کے لب پہ آخری آیت ہے دیکھئے

(۱۷)

اِس اہتمام میں تھا نہاں رمزِ حق یہی　　کثرت سے جب زمین پہ بھٹکیں گے آدمی
آئیں گے مجلسوں میں زمیں پر فرشتے بھی　　معصوم سامعین سے پھیلے گی روشنی
مقصد یہ تھا شریک ہر اِک طفل و پیر ہو
فرشِ عزا پہ خلق کا مجمع کثیر ہو

(۱۸)

اِک بار پھر یہ حکمِ خدا کے دیئے چلے　　منبر دوبارہ خانۂ معمور میں سجے
حاضر وہاں ہر ایک ملک باادب رہے　　راحیل۔ عقدِ دخترِ محبوبِ رب پڑھے
منظر یہ پھر کہیں بھی نہ دیکھا سُنا گیا
بس اِک یہ عقد برسرِ منبر پڑھا گیا

(۱۹)

معراجِ مصطفٰی کا ہے روشن یہ واقعہ　　راہِ سفر میں اُن کو یہ منظر نظر پڑا
چوتھے فلک پہ جمع ہیں سارے ملائکہ　　منبر پہ اِک فرشتہ ہے ہمشکلِ مرتضٰیؑ
کیونکر گماں خدا کا ہو منبر نشین پر
لہجہ کہیں ہے۔ شکل کہیں خود زمین پر

(۲۰)

منبر سفر میں ہے یہ تجلّی لئے ہوئے　　کم فہمیوں کے چاکِ گریباں سیئے ہوئے
فکر و نظر کا ہے یہ احاطہ کئے ہوئے　　راہوں میں جب تو ذکر کے روشن دیئے ہوئے
وہ غیب کا جہاں ہو کہ یہ کائنات ہو
منبر وہ ہے کہ جس سے صداقت کی بات ہو

(۲۱)

آدمؑ نے جب جناں سے زمیں پر قدم رکھا　　تھا اُن کے ذہن میں یہی منبر رچا بسا
آدمؑ کے بعد بھی ہوئی حاصل وہی فضا　　ہمراہ ذکرِ حق کے زمیں پر سفر رہا
پیہم جو ذکرِ حق سوئے محشر سفر میں ہے
منبر سفر میں مقصدِ منبر سفر میں ہے

(۲۲)

اَے اہلِ علم سوچنے کا یہ مقام ہے　　منبر لغت میں بھی تو بلندی کا نام ہے
پیدائشِ علیؑ پہ یہ حق کا پیام ہے　　آغوشِ مصطفٰی پہ بلندی تمام ہے
کامل ہوا ہے آج یہ عنوانِ منبری
ہیں گود میں نبیؐ کے علیؑ شانِ منبری

(۲۳)

منبر کے وصف ڈھونڈھ رہی ہے چشمِ فن　　تاریخِ حق ہے تھامے ہوئے دامنِ سخن
کہتی ہے کیوں ہے دربدری باشعور بن　　تمہیدِ فکر، ذکرِ مدینہ کا ہے چمن
پَٹ کھل رہا ہے دیکھ وہ منبر کے باب کا
سورج اُبھر رہا ہے زمینِ خطاب کا

www.emarsiya.com

(۲۴)

یثرب میں سب سے پہلے بحکمِ محمدی — منبر کی۔ مسجدِ نبوی میں بنا پڑی
مقصد یہ تھا قریں ہو سماعت کی آگہی — دُوری ہو دُور جئے خطابت ہو مرکزی
منبر بھی مثلِ شمعِ حرم ضو فشاں رہے
پروانے اس کے گرد ہوں یہ درمیاں رہے

(۲۵)

منظر یہ مسجدِ نبوی کا ہے دلربا — پھر حکمِ رب سے پھیلی ہے معمور کی فضا
مقصد یہ ہے بشر پہ بھی روشن ہو وہ دیا — منبر سے پڑھ رہے ہیں نبیؐ عقدِ سیدہ صلوٰۃ
پابندیاں ہیں حکمِ خدا کے حدود کی
تکمیل کی طرف ہے عمارت درود کی

(۲۶)

اِک دھوم ہے مبارکِ عقدِ بتول صلوٰۃ کی — احمدؐ نے تہنیت سرِ منبر حصول کی
یہ معتبر جگہ تھی یہیں سے قبول کی — منبر سے عقد، بات ہے علمِ رسولؐ کی
وقتِ نکاح اِس لئے منبر نظر میں تھا
تھے شہرِ علمؐ، سورۂ کوثر نظر میں تھا

(۲۷)

منبر سے بات کرنی ہے قرآن کی جواب — دیکھا تھا خواب ختمِ رُسُل نے یہ ایک شب
بندر اُچھل رہے ہیں سرِ منبرِ ادب — مِصداق جس کا ہوگا خبیثہ کا ہم نسب
غمگینیٔ رسولؐ کی تفسیر بن گیا
کوئی تو ہے گروہ جو تعبیر بن گیا

(۲۸)

اَب اے قلم وہ منزلِ عنواں قریب ہے — محبوبِ کبریا کو جو دل سے حبیب ہے
الفاظ جس کے تابع ہیں، یہ وہ خطیب ہے — دوؔ منبروں کو قُربِ محمدؐ نصیب ہے
ترتیبِ داستاں کی یہ پیشِ نظر رہے
جب ذکرِ شہر ختم ہو عنوان در رہے

(۲۹)

منبر کو ایک خاص میسّر ہوئی فضا — ماحولِ مسجدِ نبوی سے جو ہے سوا
بیتِ خدا خلیلؑ کے ہاتھوں سے ہے بنا — ہیں منبرِ غدیر کے معمار مصطفیؐ
تعمیر کے پرکھنے کا معیار دیکھیے
معیار یہ ہے، عظمتِ معمار دیکھیے

(۳۰)

چھایا ہے سطحِ فکر پہ جو خُم کا اب سماں — حُجاج کو وہ حکمِ شہنشاہِ دو جہاں
منبر بنائیں مِل کے سبھی اِک نیا یہاں — اُن کا یہ عذر، اس کا ہے ساماں یہاں کہاں
اِس عذر میں نہاں یہ مشیّت کا راز ہے
محبوب، تیرا ہاتھ تو رفعت طراز ہے

(۳۱)

میدانِ خُم میں جمع ہے اِک مجمعِ کثیر — احمدؐ ہیں میرِ قافلہ اور مرتضیٰؑ امیر
اِس جلوۂ حسین کی مِلتی نہیں نظیر — دوؔ نور ایک جا ہیں سرِ منبرِ غدیر
منبر پہ جانشیں کو بٹھانے کا وقت ہے
بازو کو، بازوؤں پہ اُٹھانے کا وقت ہے

www.emarsiya.com

(۳۲)

منبر بنا ہے وحدت و حکمت لئے ہوئے
میداں میں مہرِ فکر کی حدّت لئے ہوئے
گرمیِ جوشِ ذکر کی شدّت لئے ہوئے
بدعت نہیں، کجا ووں کی جدّت لئے ہوئے
تدبیر ہے اچھوتی، تدبّر بلا کا ہے
تخلیق مصطفیٰؐ کی، تخیّل خدا کا ہے

(۳۳)

منبر ہے ایک، صاحبِ منبر عیاں ہیں دو
محفل ہے ایک شمعیں مگر ضو فشاں ہیں دو
اس منبرِ غدیر کے یہ آسماں ہیں دو
قرآں بکف کہیں جنہیں حرفِ بیاں ہیں دو
قرآں کے کُل حروف تو "با" میں سما گئے
"ب" کے جو دو عدد تھے اسے راس آگئے

(۳۴)

اس "ب" میں جو محیط، خدا کا کلام ہے
ایماں کا مستقر اسی منبر کا نام ہے
تعمیر کا ہنر اسی فن پر تمام ہے
آیات کے سفر کا یہاں اختتام ہے
"فانصب" کا صاد ہے سرِ اسِ اوجِ فکر پر
آکر رکی ہے وحی بھی منبر کے ذکر پر

(۳۵)

ہے لفظِ "وحی" حکم، خدائے قدیر کا
مقصود تھا نبیؐ کو قصیدہ وزیر کا
حسانؓ کو عطا کیا منبر غدیر کا
منبر ہے آج بھی یہ جنابِ امیرؑ کا
موجود ہے نظر یہ نظر منبرِ غدیر
ذہنوں میں کر رہا ہے سفر منبرِ غدیر

(۳۶)

ذہنِ ولا سے آیا مودّت کی بزم میں
مذکور سربسر ہے خطابت کی بزم میں
مانوس مدح خواں سے ہے مدحت کی بزم میں
ہے مستقل شریک شہادت کی بزم میں
حق گوئی ہے طلب تو ولا احتیاج ہے
منبر وہ ہے غدیر کا جو ہم مزاج ہے

(۳۷)

منبر کی داستاں بھی عجیب و غریب ہے
منبر کا ورثہ دار علیؑ سا خطیب ہے
منبر بھی حق کی طرح علیؑ کے قریب ہے
جب تو اسے فلک کبھی گیتی نصیب ہے
دونوں ہی اپنی اپنی جگہ خوش صفات ہیں
منبر علیؑ کے ساتھ، یہ منبر کے ساتھ ہیں

(۳۸)

منبر کے باب میں ہے یہ منبر بھی یادگار
دورِ علیؑ میں مسجدِ کوفہ کی ہے بہار
یوں تو نبیؐ کے بعد علیؑ کا ہے اقتدار
ظاہر ہوا ہے وارثِ منبر کا اختیار
منبر کی داستاں جو اسی سے شروع ہے
کوفے میں پھر غدیر کا سورج طلوع ہے

(۳۹)

کوفے کا بدلا بدلا نظر آتا ہے نظام
مسجد میں آ رہے ہیں امامِ فلک مقام
منبر پہ تا نشستِ پیمبرؐ گئے امام
منبر پہ پھر یہ وارثِ منبر کا ہے قیام
آئے علیؑ تو جہل کی سب دھول ڈھل گئی
منبر کی شان علم کے پلّے میں تل گئی

www.emarsiya.com

(۴۰)

بولا کوئی جگہ یہ نبیؐ کی ہے انتخاب — بولے علیؑ، سوال میں پنہاں ہے خود جواب
جس جا سے بادشاہِ رسولاں کریں خطاب — منبر وہی ہے رفعت و عظمت کے ہم رکاب
تجھ کو ذرا بھی معرفتِ مصطفیٰؐ نہیں
عرشے کا اوج، دوشِ نبیؐ سے سوا نہیں

(۴۱)

منبر ہے منسلک جو علیؑ کی حیات سے — حیدرؑ کو بھی ہے ربط نبیؐ کی صفات سے
نکتہ یہ ہاتھ آیا ہے منبر کی بات سے — کچھ فاصلہ نہیں ہے محمدؐ کی ذات سے
شاملِ نبیؐ کے نور میں در اصل ہیں علیؑ
کوفہ ہو یا غدیر بلا فصل ہیں علیؑ

(۴۲)

روحِ بیاں ہے مسجدِ کوفہ کی وہ فضا — تقریر میں ہیں محوِ علیؑ، مثلِ مصطفیٰؐ
زورِ بیاں میں ہے ابوطالبؑ کا ولولہ — منبر ہے "رحلِ نہج بلاغہ" بنا ہوا
وارث ہے شانِ ذکرِ جو دونی لئے ہوئے
منبر ہے آج بارِ "سلونی" لئے ہوئے

(۴۳)

پھر بولا کوئی اے نفس و نفسِ مصطفیٰؐ — جبریلؑ اس گھڑی ہے کہاں دیجئے پتا
ہر سمت یوں پھرا کے نظر بولے مرتضیٰؑ — ہم دونوں میں سے کون ہے جبریلؑ تو بتا؟
منبر ہے کس کے فیض کا محتاج دیکھیے
غیبت کی سیر بَل میں ہوئی آج دیکھیے

(۴۴)

معراجِ منبری ہے یہ اعجازِ مرتضیٰؑ — ہے بابِ علم عظمتِ منبر کا آشنا
موسیٰؑ کا معجزہ تھا، بنا اژدہا عصا — معجز نما علیؑ ہیں، تو منبر ہے معجزہ
معجز نما کے فیض سے ایماں بدوش ہیں
منبر کا معجزہ ہے کہ ہم اہلِ ہوش ہیں

(۴۵)

پوچھو جو پوچھنا ہے کہ مٹ جائے اب گماں — زیرِ زمین جو ہیں تہیں، ختم ہیں کہاں
وہ شمس ہو قمر ہو کہ ہوں سات آسماں — کرسی و عرش، عرش سے اوپر کا بھی جہاں
جو شے بھی جس جگہ ہے وہ مرکز شناس ہے
منبر پہ ہوں علیؑ تو وہ منبر کے پاس ہے

(۴۶)

ہر شے ہے مرتضیٰؑ کے قریں تر "ولا کی شان" — محورِ حرز فرس پہ ہیں حیدرؑ "وغا کی شان"
ہجرت کی شب رسولؐ کا بستر "وفا کی شان" — خیبر میں پاؤں دوشِ ہوا پر "خدا کی شان"
محکوم اس طرح بھی ہوائیں کسی کی ہیں
منبر کا افتخار نشستیں علیؑ کی ہیں

(۴۷)

ذکر و بیاں کا اوج فقط مدحتِ علیؑ — پابندیوں میں وصفِ علیؑ اوجِ قنبری
ہے دار پر بھی مدحِ علیؑ، اوجِ میثمی — صحرا میں اور ثنائے علیؑ اوجِ بوذری
جو پھول ہے مہک سے معطر وہی تو ہے
ذکرِ علیؑ جہاں سے ہو منبر وہی تو ہے

www.emarsiya.com

(۴۸)

منبر، خطیب، دونوں کی منزل ہے معتبر — خورشیدِ علم سے ہے خطابات کی سحر
گر یہ نہیں، تو شام کا سورج ہے بے اثر — پھر چار سُو سے سوگنا منبر بھی ہوں اگر
کمزور تختِ فکر ہیں، ناپائیدار ہیں
منبر نہیں، وہ ذکر کے ویراں مزار ہیں

(۴۹)

بعد از علیؑ پیامِ عمل کا یہ حال تھا — پھیلا تھا ایسا شر کہ مٹانا محال تھا
لیکن حسنؑ کا خیرِ عمل لازوال تھا — اعلانِ صلح بر سرِ منبر کمال تھا
دیکھا سنا سبھی نے سبھی کی نظر گئی
منبر کی روشنی تھی دلوں میں اُتر گئی

(۵۰)

یاد آیا وہ حسینؑ کے بچپن کا واقعہ — سب جمع مسجدِ نبوی میں ہیں باصفا
منبر پہ ہے رسولؐ کے زانو پہ لاڈلا — تعظیمِ کربلا کی ہے گویا یہ ابتدا
منظر دکھا گیا یہ عجب زیب و زین کا
منبر حسینؑ کا ہے رہے گا حسینؑ کا

(۵۱)

یہ سیرتیں ہیں سارے ائمہؑ کی ضوفشاں — چوتھے امامؑ تیری یہ منبر نوازیاں
فرشِ عزا پہ خود ہے تو منبر پہ مدح خواں — بخشا ہے تُو نے خاک نشینوں کو آسماں
شاعر کو منبرِ شہِ کرب و بلا ملا
منبر کا اَوج دیکھیے فرشِ عزا ملا

(۵۲)

حکمِ نبیؐ سے پہلی وہ مجلس بپا ہوئی — پائی خبر شہادتِ جعفرؑ کی جس گھڑی
منبر سے خود رسولؐ نے فرمائی ذاکری — منبر سے اُبھری یہ بھی شریعت کی روشنی
کردارِ مصطفیٰؐ ہی شریعت کا نام ہے
مجلس بپا ہو۔ سُنّتِ خیر الانامؐ ہے

(۵۳)

منبر ہو مجلسوں میں تو فرشِ عزا بھی ہو — فرشِ عزا پہ مجمعِ اہلِ رُب کا بھی ہو
اِک تختِ سوز خوانِ شہِ کربلا بھی ہو — ماحول سوگوار ہو، یہ حق ادا بھی ہو
ایماں بکف حسینؑ کے غم کا بیان ہے
مجلس سے دین۔ دین سے مجلس کی شان ہے

(۵۴)

محشر میں ہوگا ختم جو منبر کا یہ سفر — ہونگے تمام انبیا منبر پہ جلوہ گر
حسنینؑ و مصطفیٰؐ کے منبر بھی معتبر — اُبھریں گے درمیاں میں عدالت کے اوج پر
یہ فیصلہ ہے روزِ قیامت کا فیصلہ
منبر سے ہوگا سب کی شفاعت کا فیصلہ

(۵۵)

زہراؑ رہیں گی نور کے ناقے پہ ساتھ میں — مختار فیصلوں کی ہیں راہِ نجات میں
اُٹھّے گا غل یہ حشر کی اُس کائنات میں — عباسؑ کے کٹے ہوئے بازو ہیں ہاتھ میں
یہ اَوج، جاں نثارِ شہِ کربلا کا ہے
آغوشِ فاطمہؑ ہے کہ منبر وفا کا ہے

www.emarsiya.com

(۵۶)

اکِ انتہائے غم ہے یہ منبر کی داستاں — وہ کربلا وہ وارثِ منبر شہِ زماں
خنجر کی دھار۔ گردنِ شبیرؑ۔ الاماں — فرقِ امامِ پاک کی ہے منتظر سناں
قرآں بلب ہے سر جو شہِ مشرقین کا
نوکِ سناں ہے دیکھیے منبر حسینؑ کا

(۵۷)

شہ قتل ہو گئے جلے خیمے ہوئی جفا — قیدی بنی ہے عترتِ پیغمبرِؐ خدا
ایسا سنا نہ دیکھا کبھی ظلمِ ناروا — ناقوں پہ بے کجاووں کے ہے آلِ مصطفیٰ
جاتا ہے قافلہ جو سرِ شاہِ دیں کے ساتھ
مجلس رواں دواں ہے یہ منبر نشیں کے ساتھ

(۵۸)

اسِ منبرِ سناں کی قیادت میں کارواں — پہنچا دیارِ شام بصد نالہ و فغاں
مربوط ہے یہاں سے یہ منبر کی داستاں — ہے مسجدِ دمشق میں بیمار خطبہ خواں
سجادؑ ہیں یزید ہے، مجمع کثیر ہے
اور وقت کہہ رہا ہے کہ فاتح اسیر ہے

(۵۹)

بولے امامؑ جانتے ہو مجھ کو یا نہیں؟ — دادا ہیں اک رسولؐ مرے اِک امامؑ دیں
دادی ہیں میری بنتِ نبیؐ آسماں نشیں — ظالم یزید نے کیا اِن سب کا دل حزیں
بعد از حسنؑ جو وارثِ ایماں کا چین ہیں
کاٹا ہے جن کا سر مرے بابا حسینؑ ہیں

(۶۰)

اُس کا پسر ہوں مَیں جو ہے مظلومِ کربلا — اُس کا پسر ہوں جس کے لئے بند آب تھا
اُس کا پسر ہوں سجدے میں جس کا گلا کٹا — اُس کا پسر ہوں۔ آہ۔ جو ہے کُشتۂ جفا
پامال ہو کے خاک پہ لاشے بکھر گئے
بابا پہ ہائے کتنے مظالم گزر گئے

(۶۱)

خالی ہوئی حسینؑ سے دنیا ستم ہوا — جانِ مِنا کو تیغ سے مارا ستم ہوا
معمارِ دیں کے قصر کو ڈھایا ستم ہوا — کعبہ حَشَم کا خیمہ جلایا ستم ہوا
بستر پہ اپنے جس کو نبیؐ نے سلایا ہے
افسوس اُس کے پوتے کا بستر جلایا ہے

(۶۲)

اُن کا پسر ہوں جن کے حَرَم سب اسیر ہیں — ظالم یزید کے یہ مظالم کثیر ہیں
جو خلق کے امیر تھے اب وہ فقیر ہیں — ظلمت زدہ، یہ آج سراجِ منیر ہیں
ہے اِک قطار چھوٹوں بڑوں کی بنی ہوئی
رسّی ہے ایک سب کے گلوں میں بندھی ہوئی

(۶۳)

دیکھو مجھے کہ درد کی صورت تمام ہوں — شمعِ حرم ہوں، قیدئ زندانِ شام ہوں
زم زم کا میں پسر ہوں، مگر تشنہ کام ہوں — مَیں بیکسئ شہ کا مجسّم پیام ہوں
سردارِ خلد ہائے غریب الوطن ہے آج
خلعت جناں سے آئی جسے بے کفن ہے آج

www.emarsiya.com

(۶۴)

اُس کا پسر ہوں۔ سَر نہ کبھی جس نے خم کیا　　لاشوں پہ لاشے لایا اُٹھا کر نہ غم کیا
نُورِ نظر سے چھُٹ کے نہ آنکھوں کو نم کیا　　جھیلی کڑی پہ صبر و تشکّر نہ کم کیا
سجدہ کیا تھا شکر کا دل کو سنبھال کے
کڑیل جواں کے سینے سے برچھی نکال کے

(۶۵)

سُن کر یہ حال مجمع کا مجمع تھا نوحہ گر　　دیوار و دَر سے ہر کوئی ٹکرا رہا تھا سر
سر پیٹتا تھا کوئی گریبان پھاڑ کر　　اور سَر پہ کوئی تیغ لگاتا کوئی تبر
بنتِ نبیؐ کی حالتِ غم کا جو پاس تھا
سُوئے بقیع دیکھ کے ہر دل اُداس تھا

(۶۶)

کانپا یزید دیکھ کے مسجد کا یہ سماں　　گھبرا کے بولا بڑھ کے مؤذن سے دے اذان
لفظِ محمدؐ آ جو اذاں سے ہُوا عیاں　　زین العباؑ پکارے مؤذن کو، تھم یہاں
وقفے میں پُوچھا آپ نے یہ میرِ شام سے
اَب بول کس کا رشتہ ہے خیر الانام سے

(۶۷)

حَد ہے کہ خُونِ شہؑ سے بجھائی گئی چھُری　　اُلٹی طَرف گلے کے پھرائی گئی چھُری
صلوٰۃ
زہراؑ نے روکا پَر نہ ہٹائی گئی چھُری　　کیا؟ تیرے حکم سے نہ چلائی گئی چھُری؟
رُوداد سُن کے مجمع کی چیخیں نکل گئیں
یہ حال تھا کہ قلب پہ چھُریاں سی چل گئیں

(۶۸)

چلّاتا تھا کوئی۔ علی اصغرؑ گزر گئے　　زینبؑ کے لال عونؑ و محمدؑ کدھر گئے
عباسؑ قتل ہو گئے، قاسمؑ بھی مر گئے　　تسبیحِ اہلبیتؑ کے دانے بکھر گئے
ہے خوش یزید - سینے میں برچھی اُتار کے
ہمشکلِ مصطفیٰؐ علی اکبرؑ کو مار کے

(۶۹)

مسجد بنی تھی آج عزا خانہ سر بسَر　　اِک مجلسِ عزا تھی بپا تا حدِ نظر
اَب اے قسیم۔ مرثیہ یہ لکھ کے ختم کر　　ابن الحسینؑ یہ تیرا احساں ہے دین پر
لے کارزار سر کیا میداں فساد کا
منبر سے تُو نے کام لیا ہے جہاد کا

○